مستفتیین و مستفسرین کے اسماء گرامی خود ان کی ہی مصلحت کے پیش نظر محذوف ہیں۔

دارالافتاء جامعہ مدنیہ لاہور

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الواحد زید مجدہم، مدرس نائب مفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

سوال نمبرا

ایک مفسرِ قرآن جامعہ کے طلبا کو ایمان "حقیقی" کے موضوع پر کلاس میں لیکچر دے رہے تھے۔ اسی دوران اُنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور جناب ابوبکرؓ کے درمیان عجیب انداز سے موازنہ کیا۔ اُن کا یہ لیکچر آڈیو کیسٹ میں ریکارڈ میرے پاس موجود ہے، مذکورہ بالا "موازنہ" کو مَیں نے صفحہ قرطاس پر من وعن نقل کر دیا ہے

صفحہ قرطاس

جہاں فطرت صحیحہ اور عقلِ سلیم ہو گی۔ ان دونوں کے امتزاج سے ایمان وجود میں آئے گا۔ یہ ابوبکرؓ ہیں فطرت صحیحہ اور عقل سلیم کی کامل مثال۔ لہٰذا وہ تو پہنچے ہُوئے تھے وہاں تک۔ جس بات کی حضورؐ نے دعوت دی ہے۔ اُنہوں نے پُوچھا کوئی دلیل؟ کوئی دلیل یا معجزہ مانگا ابوبکرؓ نے۔ وہ تو پہنچے ہُوئے تھے۔ اُن کے لیے کوئی بات تھی ہی نہیں۔ حضور جو فرماتے ہیں کہ مَیں نے جس کے سامنے بھی دعوت رکھی ہے اُس نے کچھ نہ کچھ توقف ضرور کیا ہے سوائے ابوبکرؓ کے۔ ایک لمحے کا توقف نہیں۔ وہاں خود کھڑے ہُوئے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ محمدؐ بھی کھڑے تھے دروازے کے باہر۔ ابوبکرؓ بھی کھڑے تھے۔ دستک دونوں ہی دے رہے تھے۔ دروازہ کھُلا۔ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو اندر لے لیا۔ اتنا ہی ہے نا۔ وحی آن (محمدؐ) پر نازل ہو گئی۔ باقی جو باہر رہ گیا اس کے اندر حسد پیدا نہیں ہُوا۔ یہ رقیبانہ احساس تو دراصل اپنی محبت کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ محبت اگر پُختہ ہو جائے تو رقابت کی ہمیں کیا پَرواہ

کہ کوئی اور بھی اُس سے محبّت کر رہا ہے۔ ہمیں تو اس سے محبّت کرنی ہی کرنی ہے تو یہ رقابت ہوتی ہے وہاں جہاں انسان کا اپنا محبّت کا جذبہ مضمحل ہو تو اللہ تعالیٰ نے چُن لیا محمّدؐ کو تو اب ہم بیٹھے رہیں مروڑ کھاتے اندر ہی اندر۔ یہ کیا ہُوا ان (محمّدؐ) میں کوئی سُرخاب کا پَر لگا ہُوا تھا۔ یہ کیوں لے لیے گئے اور ہمیں کیوں محروم کر دیا گیا۔ تو یہ نہیں کیا ابوبکرؓ۔ اب چوائس CHOICE ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کہ جسے چاہے پسند کرے۔ یہ اُس کی اپنی پسند ہے توجس کو اللہ تعالیٰ سے محبّت ہے تو وہ اُس کی پسند سے کیسے ناراض ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے محبّت ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبّت یہی ہے۔ لہٰذا پھر ابوبکرؓ نے جس طریقے سے اپنی نفی کی ہے۔ نفیِ کلّی۔ وہ فنا فی الرسول۔ اُس کا بھی مکمّل ترین معاملہ جو ہے۔ وہ ابوبکرؓ کا ہے۔ حالانکہ یہ باتیں ذرا نازک تھیں۔ عام مجمع میں کہیں جائیں تو وہ شاید توہینِ رسالت میں شمار ہو جائیں۔ دُنیاوی اعتبار سے ہر پہلو سے ابوبکرؓ آگے تھے۔ محمّدؐ سے۔ حضورؐ کے پاس اپنا کوئی سرمایہ نہ تھا۔ یتیم تھے۔ سرمایہ تھا تو بیوی کا تھا۔ اپنا تو نہیں تھا۔ ابوبکرؓ خود سرمایہ دار تھے۔ خود تاجر تھے۔ خود غنی تھے۔ خود دولت مند تھے۔ قریش کی جو بھی کوئی پولیٹیکل آرگنائزیشن (سیاسی تنظیم) تھی۔ اُس کا کوئی عُہدہ حضورؐ کے پاس نہ تھا۔ ابوبکرؓ اس نظام میں عہدے دار تھے۔ بڑا نازک SENSITIVE اور بڑا اہم عہدہ۔ یعنی قتل کے مقدمات میں دیت کا فیصلہ۔ خون بہا کا فیصلہ۔ یہ ابوبکرؓ کے پاس تھا۔ تو دُنیاوی اقتدار کہہ لیں۔ وجاہت کہہ لیں۔ دولت کہہ لیں۔ ثروت کہہ لیں۔ اِن دونوں میں ابوبکرؓ آگے ہیں محمّدؐ سے۔ یہ چیز کسی اور کے لیے پاؤں کی بیڑی بن جاتی۔ یہ (محمّدؐ) ہم سے کہاں آگے ہو گئے۔ اور مَیں (ابوبکرؓ) کونسا کم تھا اِن (محمّدؐ) سے۔ مَیں (ابوبکرؓ) نے کبھی شرک نہیں کیا۔ کبھی سجدہ نہیں کیا۔ مَیں نے بھی یتیموں کی پرورش کی ہے۔ غریبوں کی سرپرستی کی ہے۔ یہ سارے اوصاف جو محمّدؐ کے ہیں۔ عناصرِ ترکیبی ہیں۔ وہ سَب کے سَب ابوبکرؓ کی سیرت میں بھی موجود ہیں۔ لیکن چُن لیا مولا نے جس کو پسند کیا۔ لیکن یہ بہت مشکل کام ہے۔ ہمارے ہاں جو اصل اس وقت شمار ہوتا ہے کہ المعاصرۃ اصل المنافرۃ۔ ہمعصر ہونا ہی تو نفرت کی سب سے بڑی بُنیاد ہے۔ یہ کیوں آگے نکل جائے۔ مَیں کیوں پیچھے رہ جاؤں۔ یہی تو سارا دھندا ہے۔ ساری فرقہ واریت اِسی میں تو ہے۔"

○

۱۔ مشہور تفسیر رُوح المعانی میں علّامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

"الصنف الثانی الصدیقون وھم المومنون باللہ تعالیٰ ورسلہ عن قول المخبر لاعن دلیل سوی النور الایمانی الذی اعد فی قلوبھم قبل وجود المصدق بہ المانع لھا من تردد

أو شك يد خلها في قول المخبر الرسول و متعلقه في الحقيقة الايمان بالرسول و يكون الايمان بالله تعالیٰ علی جهة القربة لا علی اثباته اذ كان بعض الصديقين قد ثبت عندهم وجود الحق جل وعلا ضرورة او نظرا لكن ما ثبت كونه قربة وليس بين النبوة والصديقية كما قال حجة الاسلام وغيره مقام ۔ ومن تخطى رقاب الصديقين وقع في النبوة وهي باب مغلق۔ وأثبت الشيخ الاكبر قدس سره مقاما بينهما سماه مقام القربة وهو السر الذی وقر في قطب ابی بكر رضی اللہ تعالیٰ عنہ المشار اليه في الحديث فليس بين النبي صلی اللہ علیہ وسلم وابی بكر رضی اللہ عنہ رجل اصلا لا انه ليس بين الصديقية والنبوة مقام ... الخ"

اوّل تو بعض حضرات نے صدیقیت اور نبوّت کے درمیان مقامِ قربت کے وجود کا ذکر کیا ہے۔ اور جن لوگوں نے اس کے وجود کا ذکر نہیں کیا اُنھوں نے بھی یہ کہا ہے کہ من تخطی رقاب الصدیقین وقع فی النبوۃ یعنی جو شخص تمام صدیقین کے مرتبے سے بلند و فائق ہو جاتا ہے وہ نبوّت حاصل کرتا ہے۔ یہ مضمون ایک حدیث میں بھی ملتا ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال ان اللہ نظر فی قلوب العباد فاختار محمداً صلی اللہ علیہ وسلم فبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد فاختار لہ اصحابا فجعلھم انصار دینہ و وزراء نبیہ۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں پر نظر کی تو محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم کو اختیار کیا اور اُن کو اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ پھر دوبارہ بندوں کے دلوں پر نظر کی تو اُن کے لیے صحابہ کو اختیار کیا اور ان کو اپنے دین کے مددگار اور اپنے نبی کے وزراء بنایا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتخاب اس بناء پر ہوا کہ دل کے اعتبار سے بھی آپ سب پر فائق تھے۔ جن صاحب نے یہ مذکورہ تقریر کی ہے اُنھوں نے بات کو سمجھا ہی نہیں۔ غرض اُن کی یہ تقریر بالکل غلط ہے اور جہالت ہے

قرآنِ پاک کی سورہ انعام میں ایک آیت ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ اس کے تحت علّامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں فقد جرت عادۃ اللہ تعالی ان یبعث من کل قوم أشرفهم و أطهرهم جبلة (اللہ تعالیٰ کی عادت یہی جاری ہے کہ ہر قوم میں سے اس کے سب سے

شریف و بزرگ ترین اور جبلی طور سے سب سے زیادہ پاکیزہ کو مبعوث فرماتے ہیں) نبوت میں کیا صفات شرط ہیں ان کی تفصیل علم کلام کی مشہور کتاب شرح مقاصد میں تحریر ہے۔ خود یہی آیت اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ کس کو اپنی رسالت کے منصب سے نوازیں اس بات پر دلیل ہے کہ منصب رسالت کے لیے اہل شخص میں کچھ شرائط ہونی چاہئیں جن کا علم اللہ کو بخوبی ہے اور ان شرائط و اوصاف کی بنا پر وہ دیگر تمام لوگوں بشمول صدیقین کے مقابلے میں اس منصب کا حقیقتاً اہل ہوتا ہے۔

سوال نمبر۲

میرے ایک جاننے والے دوسرے شہر میں بینک میں مینجر ہیں۔ مَیں جب بھی اُس شہر میں جاتا ہوں تو اُن کے اصرار کے باوجود اُن کے ہاں نہیں قیام کرتا۔ چونکہ مَیں نے سُن رکھا ہے کہ بینک والوں کی کمائی سود کی ہے۔ تو کیا میرا یہ اقدام اور میری یہ سوچ صحیح ہے؟

جواب

آپ کا اقدام اور سوچ صحیح ہے۔

سوال نمبر۳

کیا گھر میں ٹی وی رکھنا جائز ہے جبکہ اہل خانہ میں مرد حضرات غیر محرم عورتوں کو دیکھتے ہیں اور اسی طرح عورتیں غیر محرم مردوں کو دیکھتی ہیں۔ بھلے ٹی وی صرف اور صرف خبریں دیکھنے کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے۔

جواب

ٹی وی گھر میں رکھنا ہی صحیح نہیں ہے خواہ صرف خبروں ہی کی خاطر ہو۔ شریعت کی رو سے اُس کی بُرائیاں اتنی واضح ہیں کہ محتاج بیان نہیں۔

سوال نمبر۴ | غلّہ منڈی میں بیٹھ کر سٹاکسٹ کا کاروبار (آڑھت کا نہیں) کرنا جائز ہے؟ جب کہ تمام خرید شدہ جنس کی تمام قیمت نقد ادا کر دی جائے اور جنس کو ایک جگہ سے اُٹھا کر اپنے گودام میں سٹاک کر لیا جائے اور دو چار ماہ کے بعد جب بھاؤ تیز ہو جائے تو جنس کو منڈی میں لے آئے۔

جواب | اگر اس طرح کرنے سے بازار میں جنس کی کمیابی اور گرانی واقع نہیں ہوتی تو جائز ہے۔ ورنہ نہیں۔